زا

جناب عالی!

(۱) ۲۳ گرام سونے کا زکواۃ ہے (۲) اگر ہے تو ہر سال پر قیمت خرید یا فروخت کے حساب سے دینا ہوگا؟

(۳) زکوۃ کس کو ~~زیادہ~~ دینا فضیلت رکھتا ہے؟ یعنی مدارس میں یا مسکین رشتہ دار

(۴) مرض کی حالت میں صحبت کرنا جائز ہے یا نہیں اگر کوئی کرے تو اس کے لیے کیا ہے؟

(۵) راستے پر چلتے ہوئے رقم مل جائے اس کا کیا کرنا چاہیے؟

سید محمود
داؤد جور بگی لانڈھی

۷۸۶

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱) واضح رہے کہ سونے کا نصاب ساڑھے سات ($7\frac{1}{2}$) تولہ ہے لہذا اگر کسی شخص کے پاس ۲۳ گرام سونا ہو اور اسکے علاوہ بالکل نہ کچھ نقدی ہو نہ چاندی اور نہ مالِ تجارت، تو ایسی صورت میں صرف ۲۳ گرام سونے پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ لیکن اگر سونے کے ساتھ

عنوان تبویب	مضمون سوال وجواب	نام و پتہ مستفتی

(۱) ۲۳ گرام سونا کا حکم

کچھ نقد روپیہ بھی ہو، چاہے ایک دو روپیہ ہی ہوں یا کچھ چاندی یا کچھ مالِ تجارت ہو، تو ایسی صورت میں سونا، نقد رقم، چاندی، مالِ تجارت کی قیمت لگائی جائیگی اگر مجموعی رقم ساڑھے باون (۵۲½) تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو تو زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے لہذا ۲۳ گرام سونے کے ساتھ اگر کچھ نقد روپیہ یا کچھ مالِ تجارت یا کچھ چاندی ہو اور اس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زیادہ ہو (اور سال کے اول آخر میں نصابِ زکوٰۃ پورا ہو) تو زکوٰۃ فرض ہوگی۔

(جاری ہے....)

(۲) زکوٰۃ کی قیمت فروخت کے اعتبار سے ہوگی یا قیمت خرید کے اعتبار سے؟

(۲)___ زکوٰۃ کی ادائیگی کی تاریخ میں سونے کی جو قیمتِ فروخت ہو وہ معتبر ہوگی۔ اور اوپر ذکر کردہ تفصیل کے مطابق مجموعی رقم کا ڈھائی فیصد زکوٰۃ میں نکالا جائیگا۔

لما فی البدائع ۲/ ۱۰۷

واجمعوا علی انہ لا تعتبر القیمۃ فی الذھب والفضۃ عند الانفراد فی حق تکمیل النصاب.... ھذا اذا کان لہ فضۃ مفردۃ أو ذھب مفرد، فاما اذا کان لہ الصنفان جمیعًا، فان لم یکن کل واحد منھما نصابًا، فانہ یضم احدھما الی الاخر فی تکمیل النصاب عندنا... فقال ابو حنیفۃ رحمہ اللہ: یضم احدھما الی الاخر باعتبار القیمۃ۔ کذا فی الخانیۃ ۱/۲۴۹

وفی الدر ۲/ ۲۸۵

وجاز دفع القیمۃ فی زکاۃ وعشر وخراج وفطرۃ ونذر وکفارۃ غیر الاعتاق، وتعتبر القیمۃ یوم الوجوب، وقالا یوم الاداء. وفی السوائم یوم الاداء اجماعًا، وھو الأصح۔ ویقوم فی البلد الذی المال فیہ۔

(۳) زکوٰۃ کس کو دینا زیادہ افضل ہے۔

(۳)___ واضح رہے کہ صدقاتِ واجبہ یعنی زکوٰۃ اور صدقۃ الفطر کی ادائیگی کے لئے یہ شرط ہے کہ کسی غریب مسکین شخص کو باقاعدہ مالک اور قابض بناکر دیا جائے۔ اور شرعًا مستحقِ زکوٰۃ وہ شخص ہے جو نہ تو سید ہو اور نہ ہی اسکے پاس سونا، چاندی، نقدی اور ضرورت سے زائد سامان اتنا ہو جو مجموعی طور پر ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہو۔ لہذا اگر عزیز و اقارب میں سے مستحقِ زکوٰۃ ہوں تو سب سے پہلے انکو دینا زیادہ فضیلت رکھتا ہے اسکے بعد اپنے پڑوسیوں کو ترجیح دے۔ اور ان مدارس میں دینا بھی جائز اور باعثِ ثواب ہے جہاں مستحقِ زکوٰۃ طلبہ ہوں، اور شرعی طریقے کے مطابق مستحقین پر زکوٰۃ خرچ کرنے کا اہتمام ہو۔

لما فی الدر المختار ۲/۳۳۹

مصرف الزکاۃ والعشر، ھو فقیر، وھو من لہ أدنی شیئ أی دون نصاب أو قدر نصاب غیر نام مستغرق فی الحاجۃ... ویشترط ان یکون الصرف تملیکًا لا اباحۃ کما مر___ (جاری ہے....)

Scanned by CamScanner

وفی الشامیۃ ۲/۳۴۶

وقید بالولاد لجوازہ لبقیۃ الاقارب کالاخوۃ والاعمام والاخوال الفقراء بل ھم أولی لانہ صلۃ وصدقۃ. وفی الظھیریۃ: ویبدأ فی الصدقات بالاقارب ثم الموالی، ثم الجیران۔

وفیھا ایضاً ۲/۳۵۳

فی مجمع الفوائد معزیاً للأوسط عن ابی ھریرۃ مرفوعاً الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم أنہ قال: "یا أمۃ محمد والذی بعثنی بالحق لا یقبل اللہ صدقۃ من رجل ولہ قرابۃ محتاجون الی صلتہ ویصرفھا الی غیرھم. والذی نفسی بیدہ لا ینظر اللہ الیہ یوم القیامۃ"۔

والمراد بعدم القبول عدم الاثابۃ علیھا وان سقط بھا الفرض۔

(۴) ــــ حالتِ حیض میں اپنی بیوی سے وطی کرنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے اس پر توبہ واستغفار کرنا لازم ہے اس پر اگرچہ کوئی مالی کفارہ واجب نہیں ہے لیکن کچھ صدقہ کرنا مستحب ہے حدیث شریف میں اسکی ترغیب دی گئی ہے۔

لما فی الدر المختار ۲/۲۹۷

ثم ھو (ای وطء الحائض) کبیرۃ لو عامداً مختاراً عالماً بالحرمۃ لا جاھلاً أو مکرھاً أو ناسیاً فتلزمہ التوبۃ، ویندب تصدقہ بدینار أو نصفہ۔

عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الذی یأتی امرأتہ وھی حائض قال "یتصدق بدینار أو نصف دینار"..... واختلف العلماء فی وجوب الکفارۃ فقال الشافعی فی اصح قولیہ وھو الجدید ومالک وابو حنیفۃ واحمد فی احدی الروایتین وجماھیر السلف انہ لا کفارۃ علیہ وعلیہ ان یستغفر ویتوب۔ (بذل المجہود ۱/۱۵۸)

(۵) ــــ راستے میں ملی ہوئی رقم لقطہ ہے اور لقطہ کا حکم یہ ہے کہ اتنی مدت تک اسکے بارے

میں اعلان کرے کہ یقین یا ظنِ غالب ہو جائے کہ اب اسکا مالک نا امید ہو گیا ہوگا اور طلب نہ کریگا۔ اور اعلان یہ ہے کہ اس جگہ پر جہاں سے وہ رقم ملی ہے لوگوں سے دریافت کرتا رہے۔ اور تحقیق کرتا رہے کہ کسی کی کوئی چیز کھو گئی ہو تو آکر بیان کرے۔ جب مالک کے ملنے سے نا امیدی ہو اور بظنِ غالب یہ گمان ہو کہ اس کے مالک نے اب تلاش چھوڑ دی ہوگی اور وہ اب اس کو طلب نہ کریگا۔ تو اگر خود محتاج ہے تو اپنے خرچ میں لا سکتا ہے ورنہ فقراء پر صدقہ کردے۔ لیکن اگر اس کے بعد مالک آجائے اور اس صدقہ وغیرہ پر راضی ہو جائے تو ٹھیک، ورنہ رقم اٹھانے والے کو اپنے پاس سے دینا پڑیگا۔ اور صدقہ کا ثواب اسکو مل جائیگا۔ (فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۱۲/۲۶۷)

لما فی الدر المختار ۴/

ھی رفع شیئ ضائعٍ للحفظ علی الغیر لا للتملیک، ندب رفعھا لصاحبھا إن أمن علی نفسہ تعریفھا.... وعرّف أی نادی علیھا حیث وجدھا إلی أن علم أن صاحبھا لا یطلبھا أو أنھا تفسد إن بقیت کالأطعمۃ..... فینتفع الرافع بھا لو فقیراً وإلّا تصدق بھا علی فقیر... فإن جاء مالکھا بعد التصدق خیّر بین إجازۃ فعلہ ولو بعد ھلاکھا أو تضمینہ۔ کذا فی الھدایۃ۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

عبد الواحد غفر اللہ لہ

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی ۱۴

۱۶/۴/۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح
احسن علی ربانی
۱۹ ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح
احقر محمود اشرف غفر اللہ
۱۹/۴/۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح
محمد یعقوب عفا اللہ عنہ
۱۹/۴/۱۴۳۰ھ

Scanned by CamScanner